قیام نماز کے ذریعہ غلبہ احمدیت کی تیاری کریں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۸/نومبر ۱۹۸۵ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل قرآنی آیت تلاوت کی:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۱۹ (الحشر:۱۹)

پھر فرمایا:

سیدنا ومولانا حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ سے ایک دفعہ ایک صحابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! قیامت کب آئے گی؟ آنحضور ﷺ نے جواباً فرمایا تم نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ سوال تو یہ تھا کہ کب آئے گی اور جواب یہ ہے کہ کیا تیاری کی ہے؟ تو بعض اوقات آنے والی چیز کا انتظار اتنا اہم نہیں ہوتا جتنا اس کی تیاری اہمیت رکھتی ہے اس لئے نہایت ہی حکیمانہ اسلوب تھا آنحضور ﷺ کا آپ نے اصل سوال کو چھوڑ کر جو ادنیٰ اہمیت کا سوال تھا اس سے بڑی اہمیت کے سوال کا جواب دیا اور فرمایا کہ تم نے تیاری کیا کی ہے؟ قیامت تو کوئی ایسا تماشہ نہیں ہے کہ جس کو تم دیکھو اور خوش ہو جاؤ اور تمہاری ذات کی تیاری کا اس سے تعلق کوئی نہ ہو اس لئے قیامت سے تو یہ خوف رکھنا چاہئے کہ جلدی نہ آجائے، ہماری تیاری سے پہلے نہ آجائے۔

پس بہت سے احمدی احباب جب مجھے یہ لکھتے ہیں یا مجھ سے پوچھتے ہیں کہ احمدیت اور اسلام کی فتح اور غلبہ کا دن کب آئے گا تو میرا ذہن بھی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے اس جواب کی طرف منتقل ہو جاتا ہے جو ایک سوال کی صورت رکھتا ہے کہ تم نے اس کے لئے تیاری کیا کی ہے؟

امر واقعہ یہ ہے کہ ان بدلے ہوئے حالات نے بہت سی اصلاح خود بخود کی ہے اور غیر معمولی روحانی تربیتی تبدیلیاں واقعہ ہوئی ہیں اور جب ان تبدیلیوں کی طرف نظر پڑتی ہے تو دل خوش بھی ہوتا ہے لیکن محض اچھی چیزوں پر نگاہ رکھنا اور خوشیوں کے تصور میں مگن رہنا یہ حکیمانہ بات نہیں۔

ذی شعور لوگ جہاں خوبیوں پر نظر رکھ کر، اچھی باتوں کو دیکھ کر اپنے حوصلے بڑھاتے ہیں وہاں کمزوریوں پر بھی نگاہ ڈالتے جاتے ہیں تا کہ ایک مسلسل اصلاح کا سلسلہ بھی جاری رہے اور کمزوریاں خوبیوں میں تبدیل ہوتی رہیں۔ پس جب بہت سی اطلاعیں خوش کن تبدیلیوں کی آتی ہیں تو ان کے نتیجہ میں کسی غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہوتا۔ جب کہا جاتا ہے کہ بعض لوگ جنہوں نے پہلے کبھی نماز نہیں پڑھی تھی وہ نمازی بن گئے، جب یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ بعض لوگ جن کو نماز میں مزہ نہیں آتا تھا ان کو مزہ آنے لگ گیا، جب بتایا جاتا ہے کہ بعض لوگ جن کی نمازیں ذکر الٰہی سے محض نام سے بھری ہوئی تھیں عملاً ذکر سے خالی تھیں مگر اب کیفیت یہ ہے کہ ذکر کے لطف ایسے آنے لگے ہیں کہ نماز کے بعد بھی وہ ذکر چلتا رہتا ہے۔ تو بہت دل کو مسرت پہنچتی ہے، بہت اطمینان نصیب ہوتا ہے مگر میں اس دھوکے میں مبتلا نہیں ہوتا کہ جماعت کی اکثریت میں یہ نمایاں تبدیلی واقع ہو چکی ہے۔

اتنے بڑے خلا ہیں ہمارے اندر تربیت کے اور جس سوسائٹی سے ہم نکل کر احمدی بن رہے ہیں ان کے ساتھ ہماری تربیت کا ایک گہرا تعلق ہے جو ٹوٹ نہیں سکتا۔ ان کے اندر اتنی کمزوریاں واقع ہو چکی ہیں کہ یہ ناممکن ہے کہ اس سوسائٹی سے نکل کر اچانک ایک ایسا عجیب انقلاب آجائے کہ کلیۃً ایک مختلف نوع کی بالکل پاکیزہ روحانی سوسائٹی وجود میں آجائے۔ اس لئے معاشرے کا ماحول کا ایک گہرا اثر پڑتا ہے۔ اگر معاشرہ رشوت خور ہے، اگر معاشرہ بے درد ہو چکا ہے، اگر معاشرہ نماز سے خالی ہو گیا ہے، اگر معاشرے میں خدا کا خوف نہیں رہا تو ہر روز ایسے لوگوں سے تعلق کے نتیجہ میں، واسطہ پڑنے کے نتیجہ میں، تجارتوں کے نتیجہ میں، لین دین کے نتیجہ میں، ان محلوں میں رہنے کے نتیجہ میں، بعض بدیوں کو جو بظاہر حسن رکھتی ہیں ان کو دیکھنے کے نتیجہ میں لازماً وہ سوسائٹی جو تعداد کے لحاظ سے تھوڑی ہے وہ متاثر ہوتی چلی جاتی ہے۔

اس لئے بھی اور کچھ اس لئے بھی کہ بہت سے احمدی بلکہ بھاری اکثریت کے لحاظ سے اس وقت پاکستان میں ایسے ہیں جن کے ماں باپ یا بعض صورتوں میں دادا اور بعض صورتوں میں پڑدادا

احمدی ہوئے تھے اور غیر احمدیت سے احمدیت میں داخل ہونے کے بعد جو ابتدائی دکھوں کا دور آتا ہے اس چکی میں سے وہ گزرے نہیں اور وہ تربیت حاصل نہیں کر سکے جو پہلے زمانے میں صحابہ کو حاصل تھی یا بعد میں اول تابعین کو حاصل تھی اس لئے وہ نسلاً احمدی رہ گئے اور معاشرے کی خرابیوں نے ان پر زیادہ گہرا اثر کیا۔ چنانچہ بہت سے اضلاع ہیں پاکستان میں جہاں بھاری تعداد میں جماعت موجود ہے مگر ان کی اولادوں میں ان کی جوان نسلوں میں بہت سی ایسی خامیاں رہ گئی ہیں جن کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ ایسے بعض اضلاع بھی میرے ذہن میں ہیں اور وہ اسلام کی فتوحات کے نئے علاقے بھی میرے ذہن میں ہیں مثلاً افریقہ کے ممالک جن میں بعض جگہوں پر بڑی تیزی کے ساتھ احمدیت پھیلی ہے بعض صورتوں میں قبائل کے قبائل احمدی ہوئے ہیں۔ بعض صورتوں میں دیہات احمدی ہوئے ہیں پورے کے پورے اور بعد ازاں ان کی تربیت کا پورا موقع نہیں مل سکا۔ دور کے بعض جزائر ہیں وہاں بھی یہی کیفیت ہوئی۔

چنانچہ تربیتی خلا پاکستان میں بھی ہیں اور پاکستان سے باہر بھی ہیں اور عظیم غلبہ سے پہلے ان کمزوریوں کا دور ہونا لازمی ہے۔ اگر ان کمزوریوں کو دور کئے بغیر ہمیں فتح و نصرت عطا ہو جائے یعنی فتح و نصرت کا وہ تصور مل جائے جو عام لوگ رکھتے ہیں۔ ایک فتح تو وہ ہے جو ہمیں مسلسل ملتی چلی جارہی ہے، ایک نصرت تو وہ ہے جو ایک لمحہ کے لئے بھی ہمارا ساتھ نہیں چھوڑ رہی مگر میں اس وقت اس کی بات نہیں کر رہا، میں عرف عام میں جسے فتح و نصرت کہا جاتا ہے یعنی ایک جگہ عددی غلبہ اتنا نصیب ہو جائے کہ اس کے بعد امن سے بیٹھ جائیں۔ اس فتح و نصرت کے لئے یہ تیاریاں ضروری ہیں اور یہ دکھوں کا دوران تیاریوں میں مدد کرنے کے لئے آیا ہے اور مدد کر رہا ہے۔ لیکن اس سے ابھی مزید استفادے کی ضرورت ہے منظّم طور پر اس تربیت کے کام کو آگے بڑھانے کی ضرورت ہے اور پھیلانے کی ضرورت ہے اور پھر اس میں گہرائی پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

تین سمتوں میں ہمیں ابھی اس کام کو آگے بڑھانا ہے اور سب سے اہم سب سے زیادہ بنیادی اور مرکزی چیز نماز ہے۔ قیام نماز میں ابھی وسعت کی بھی ضرورت ہے اور بہت زیادہ ضرورت ہے اور مرتبہ نماز کے لحاظ سے اس میں بلندی کی بھی ضرورت ہے اور نفس میں ڈوب کر مطالب میں جذب ہو کر نماز پڑھنے کے لحاظ سے اس میں ابھی گہرائی کی بھی بہت ضرورت ہے اور اس لحاظ سے

پختگی کی بھی ضرورت ہے کہ جو عادت ایک دفعہ پڑ جائے پھر وہ جائے نہ۔ اس مضمون سے جب ہم نماز کی حالت پر نظر ڈالتے ہیں تو دنیا کی اکثر جماعتوں میں انصاف کی نظر سے دیکھتے ہوئے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ابھی بہت زیادہ کام کی ضرورت ہے، بہت زیادہ محنت کی ضرورت ہے۔ جب موجودہ حکومت پاکستان یعنی آمرانہ حکومت پاکستان نے اپنے پر پرزے نکالنے شروع کئے جماعت کے معاملات میں اور رفتہ رفتہ کھلنے لگی کہ ہم کیا بد ارادے رکھتے ہیں تو اسی وقت سے میں نے جماعت کو اس چیز کے لئے تیار کرنا شروع کیا اور سلسلہ خطبات کا اس موضوع پر دیا کہ آنے والی فتوحات کی تیاری کرو۔ اس وقت مجھے یقین تھا کہ ابتلاء ہے تو فتوحات لازماً آئیں گی اس لئے پہلے میں نے خطبات کا وہ سلسلہ شروع کیا جس کا تربیت سے تعلق ہے بعد میں جماعت کو متنبہ کرنا شروع کیا کہ کس قسم کے سنگین حالات آپ کو درپیش ہو سکتے ہیں کیونکہ فتح بہر حال یقینی ہے نصرت نے نہ کبھی ساتھ چھوڑا ہے نہ آئندہ کبھی چھوڑے گی اور ظفر بن کے بھی آئے گی اس میں کوئی شک نہیں لیکن تیاری کی مجھے فکر ہے اور جتنا میں سمجھتا ہوں کہ وقت قریب آتا جاتا ہے احمدیت اور اسلام کی فتوحات کا اتنا میری یہ فکر بڑھتی جاتی ہے اور باوجود اس کے کہ حالات توجہ کو مختلف دوسری سمتوں میں پھیرتے رہے ہیں۔

اب میں سمجھتا ہوں کہ دوبارہ تربیتی امور پر خطبات دینے کی ضرورت ہے۔ تو نماز اس میں سب سے بڑی اہمیت رکھتی ہے اور فتح و نصرت کے حصول کی تمنا رکھنے والوں کو تو براہ راست یہی جواب دیا ہے قرآن کریم نے وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۚ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ﴿٤٦﴾ (البقرہ:۴۶) کہ تم جو امیدیں لگائے بیٹھے ہو کہ بہت عظیم الشان فتوحات نصیب ہوں گی اور ظاہری عددی غلبہ بھی عطا ہوگا تو پھر اس غلبہ کو حاصل کرنے کا طریق یہ ہے کہ وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ کہ خالی دعائیں نہ کیا کرو محض ہاتھ اٹھا کے مانگا نہ کرو کیونکہ صبر اور صلوٰۃ کے بغیر دعائیں قبول نہیں ہونگیں خدا کی طرف سے اعانت نصیب نہیں ہوسکتی۔

صبر اور صلوٰۃ کو آپس میں باندھ دیا ہے۔ جس میں بہت سی وسعتیں ہیں اس مضمون میں اور بڑا گہرا تعلق ہے صبر کو صلوٰۃ سے۔ کئی رابطے ہیں جن کا قرآن کریم مختلف آیتوں میں ذکر فرماتا ہے لیکن ایک مضمون اس میں یہ بھی ہے جس کا اس وقت اس خطبہ سے تعلق ہے کہ صبر غموں کے ساتھ بھی تعلق رکھتا ہے اور جب غم ہوں تو صلوٰۃ کی طرف طبعاً توجہ پیدا ہو جاتی ہے۔ اس لئے بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ

کہہ کر یہ فرمایا کہ آج یہ تمہارے لئے مشکل کام نہیں ہے، آج یہ کام تمہارے لئے نسبتاً آسان ہے۔ چنانچہ اس تفسیر کو اس آیت کا دوسرا ٹکڑا خود کھول رہا ہے۔ فرمایا: وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ کہ نماز پڑھنا، نماز کی حفاظت کرنا، نماز کے تقاضے پورے کرنا اور استقلال کے ساتھ اس پر جم جانا اتنا آسان کام نہیں ہے بظاہر۔ تم نمازیوں کو دیکھتے ہو کہ پانچ وقت نمازیں پڑھتے ہیں، مسجدوں میں بھی جاتے ہیں اور گھروں کو بھی آباد رکھتے ہیں نمازوں سے لیکن اس کے باوجود نماز ایک بہت ہی بوجھل کام ہے۔ کس لحاظ سے بوجھل ہے؟ اس کی تفسیر بہت وسیع ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس پر بہت متعدد جگہوں پر روشنی ڈالی ہے لیکن صرف اتنا پہلو میں یہاں بیان کرنا چاہتا ہوں کہ نماز کے سارے تقاضے پورے کرنا آسان کام نہیں ہے اور ظاہری صورت میں نماز قائم بھی ہو جائے تو ایسی شکل ہوتی ہے جیسے برتن قائم ہو جائے کوئی اور اس کو دودھ سے بھرا نہ ہو۔ اسے بھرنا اور پھر اس کی حفاظت کرنا بہت بڑے کام ہیں اور پھر اسے پھیلانا کیونکہ اقام الصلوٰۃ میں تو اکیلی نماز پڑھنے کا کوئی تصور نہیں ہے۔ نماز کو دوسروں میں رائج کرنے کے ساتھ یہ بندھا ہوا ہے مضمون، اقامت کا مطلب یہ نہیں ہے صرف کہ تم نماز کے لئے کھڑے ہو جاؤ بلکہ مراد یہ بھی ہے کہ دوسروں کو بھی نماز کے لئے کھڑا کرو۔ تو فرمایا بہت بھاری ہے اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ لیکن وہ لوگ جو خشوع سے کام لیتے ہیں جو بچھ جاتے ہیں خدا کی راہ میں، جو عاجز بن جاتے ہیں، جن کے اندر درد پیدا ہوتا ہے ان کے لئے نماز آسان ہو جاتی ہے۔ یہ غم یہ خشوع، خضوع یہ خود نماز کی حفاظت کرتا ہے اور اس کا وزن ہلکا کر دیتا ہے اس کو بوجھ محسوس نہیں ہوتی بلکہ اس میں لذت پیدا ہو جاتی ہے۔ تو ہم نے ان حالات میں دیکھا کہ اس آیت کی تفسیر آج کل جماعت کے اوپر گزر رہی ہے عملی شکل میں۔ اس موقع سے فائدہ اٹھانا چاہئے اور نظام کے تابع گہری نظر ڈال کر تمام علاقوں پر، تمام حلقوں پر، تمام محلوں، گلیوں اور گھروں پر نظر ڈال کر نظام جماعت کی جتنی شکلیں ہیں ان کو مستعدی کے ساتھ اس طرف توجہ دینی چاہئے کہ آج کل کے حالات سے سب سے بڑا فائدہ یہ اٹھائیں کہ نماز جو خدا نے آسان کر دی ہے اسے رائج کر دیں کیونکہ خاشعین کے لئے نماز آسان ہو جاتی ہے۔ جب یہ خشوع کا مضمون ختم ہو جائے گا یہ دور ختم تو کبھی بھی نہیں ہو سکتا مومنوں کے اوپر لیکن جب نسبتاً پردے کے پیچھے چلا جاتا ہے اور عارفوں کے لئے رہ جاتا ہے بعض دفعہ خشوع اور بعض اوقات یہ اللہ کی نعمت اترتی ہے اور عام

ہو جاتی ہے۔ آج کل یہ کیفیت ہے اس لئے اس سے پورا پورا فائدہ اٹھالیں۔

ایک اور مضمون بھی قرآن کریم نے اسی نماز کے سلسلہ میں نماز کی تحریص کے طور پر باندھا ہے اور وہ بھی آج کے حالات کے اوپر پوری طرح اطلاق پاتا ہے۔ شیطان کا ذکر کر کے فرماتا ہے۔ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ (المائدہ: ۹۲) کہ بعض ایسے دور آتے ہیں کہ شیطان پوری کوشش کرتا ہے کہ تمہیں خدا کے ذکر سے اور نمازوں سے غافل کر دے یا ان کے رستے میں روک بن جائے، نماز پڑھنے سے روک دے تمہیں فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ اے میرے بندو! کیا رک جانے والے لوگ ہو تم؟ کیا جب پڑھنے سے تمہیں زبردستی روکا جائے گا، میری عبادت سے روکا جائے گا تو تم رک جاؤ گے؟ کتنا عظیم الشان چیلنج ہے اور کتنا خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں پر زعم کیا ہے، ناز فرمایا ہے۔ یہ مضمون ناز کا مضمون ہے شیطان کے لئے چیلنج ہے دراصل۔ فرمایا کہ تم زور لگالو میرے بندوں کو نماز سے روکنے کے لئے یہ رکنے والے لوگ نہیں ہیں، جو میرے بندے ہیں وہ نماز سے نہیں رک سکتے۔ پس آج کل پاکستان میں خصوصیت کے ساتھ آیت کا یہ پہلو بھی رائج ہے اور دوسرے ذرائع سے شیطان جو روکتا ہے اس کے علاوہ کھلم کھلا روکا جارہا ہے۔ اب شیطان کے لئے ایک چیلنج ہے کہ تم زور لگالو اور احمدیوں کو خدا کا ناز ابھار رہا ہے، خدا کی توقعات جو احمدیوں پر ہیں وہ ان کو انگیخت کر رہی ہیں، ابھار رہی ہیں اس کام کے لئے اور وہ توقع رکھتی ہیں کہ جو پہلے نہیں بھی پڑھتے تھے تو اب اس ضد میں ضرور پڑھیں گے کہ چونکہ شیطان روک رہا ہے نماز سے اس لئے ہم نے ضرور پڑھنی ہے، وہ ہوتا کون ہے خدا اور ہمارے درمیان حائل ہونے والا۔ پس یہ دونوں پہلو آج جب پوری قوت کے ساتھ عمل پیرا ہیں اس وقت اگر کچھ لوگ نمازوں سے محروم اور خالی ہاتھ نکل گئے تو اس سے زیادہ بڑی محرومی تصور نہیں ہوسکتی۔

پس وہ فتح جس کی تیاری کی تمنا آپ رکھتے ہیں اس کا علاج بھی نماز ہی بتایا ہے کیونکہ یہ دعائیں قبول نہیں ہوں گی جب تک نماز کے اوپر صبر کے ساتھ آپ قائم نہیں ہوں گے اور نماز کا علاج یہ حالات ہیں جن حالات میں آپ کے دل میں تمنا پیدا ہو رہی ہے۔ کیسا عظیم الشان مربوط مضمون ہے۔ فرمایا یہی موقع ہے تمہارے لئے آج جب ترس رہے ہو فتح کو تو اب ایسی قدروں میں تبدیل کر دو جو ہمیشہ کے لئے زندہ رہنے والی قدریں ہیں، جو ہمیشہ کے لئے تمہیں زندہ کر دینے والی

قدریں ثابت ہوں گی اور وہ ہے عبادت کی محبت، نماز سے گہرا تعلق، اس پر خود کھڑے ہو جانا اور اس پر دوسروں کو کھڑے کر دینا۔ اور جو دوسروں کو کھڑا کرنے والا مضمون ہے وہ بھی صبر کو چاہتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں دوسری جگہ فرماتا ہے وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ؕ (طٰہٰ:۱۳۳) کہ اپنے اہل کو نمازوں کی تلقین کیا کرو لیکن اس پر پھر صبر کے ساتھ قائم ہو جاؤ۔

صبر کا مضمون صرف دکھ سے تعلق نہیں رکھتا کہ کوئی دکھ دے تو اس کو برداشت کر لیا جائے۔ عربی میں صبر کئی مختلف معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً اگر عرب کسی گھوڑی کو یا کسی جانور کو بھوکا کہیں بند کر دیتے تھے تو اس کے لئے بھی صبر کا لفظ استعمال ہوتا تھا، صبر کا فعل استعمال کرتے تھے کہ ہم نے اس جانور کو صبر کر دیا ہے یعنی ایسی حالت میں رکھ دیا ہے کہ جہاں اسے صبر کرنا ہی پڑے گا۔ پھر صبر کا مضمون آقا کی نسبت سے غلام کے لئے استعمال ہوتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ آقا نے جو جو پابندیاں لگائی ہیں غلام ان پابندیوں میں پابند ہو جائے اور ان پابندیوں سے باہر نکلنے کا کوئی تصور اس کے لئے نہ رہے۔ پھر صبر کا مضمون اس بات سے بھی تعلق رکھتا ہے کہ جبر کیا جائے اور انسان نہ بولے۔ صبر کا ایک معنی خاموشی ہے مگر ایسی خاموشی جب کہ Torture کرکے، تکلیفیں دے کر کوئی بات نکلوانے کی کوشش کی جارہی ہو اور کوئی آدمی خاموش رہے اور صبر کا ایک مضمون بولنے سے بھی تعلق رکھتا ہے کہ جب بات کرنا گناہ بنا دیا جائے، جب بات پر پہرے بٹھائے جا رہے ہوں اس وقت ضرور بولے۔ چنانچہ قرآن کریم نے اس مضمون کو اس طرح بیان فرمایا: وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ (العصر:۴) وہاں خاموشی سے تعلق نہیں ہے اس مضمون کا بلکہ قوت نطق سے تعلق ہے، قوت گویائی سے تعلق ہے۔ فرمایا کہ وہ لوگ حق کے ساتھ حق کی بات کرتے ہیں غلط بات نہیں کہتے مگر حق کی بات کہنا ان کا حق بن جاتا ہے اور وہ اس حق کو کسی قیمت پر نہیں چھوڑتے۔ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ چمٹ جاتے ہیں اس بات کو اور کہتے ہی چلے جاتے ہیں۔ تو بہت وسیع معانی ہیں اس لفظ صبر میں۔

چنانچہ نماز سے پہلے خود نماز سیکھنے کے لئے صبر کا مضمون بیان کر دیا وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اور دوسروں کو نماز سکھانے کے لئے بھی صبر کا مضمون بیان فرما دیا کہ تم مستقل مزاجی کے ساتھ چمٹ جاؤ اور اس عادت کو پھر چھوڑو نہیں۔ کہتے چلے جاؤ، کہتے چلے جاؤ پھر جا کے تمہیں مقصد

حاصل ہوگا۔تو نماز کے اس پہلو کے لحاظ سے نہ صرف پاکستان میں کی ضرورت ہے بلکہ ساری دنیا میں ضرورت ہے کیونکہ وہ آیت کا ٹکڑا جو میں نے سنایا ہے آپ کو پڑھ کے۔وَيَصُدَّكُمْ عَنِ الصَّلٰوةِ اس سے پہلے مضمون یہ بیان ہوا ہے کہ تمہیں جوابازی میں اور دوسری عیاشیوں میں مبتلا کر کے خمر وغیرہ میں مبتلا کر کے شیطان تمہیں خدا سے دور لے جانا چاہتا ہے آپس میں لڑانا چاہتا ہے وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ اور سب سے بڑا مقصد آخری مقصد شیطان کا یہ ہے کہ تمہیں نماز سے باز رکھے۔تو جبر جہاں ظاہری صورت میں نہیں ہے وہاں لالچ اور حرص کی صورت میں کیا جارہا ہے آپ کے اوپر۔یہ بھی شیطان کی طرف سے آپ کے اوپر ایک جبر لیکن کئی قسم کی کھیلیں ہیں یہاں، کئی قسم کی دلچسپیاں ہیں، ٹیلیویژن ہیں اور عیاشی کے ذریعے ہیں، آرام کے ذرائع ہیں بہت سے، وڈیو عام ہیں، گانے عام ہیں اتنے Destruction کے ذریعے ہیں، توجہ کو باٹنے کے ذریعے ہیں خدا تعالیٰ کے ذکر سے کہ یہاں شیطان اور رنگ میں جولانی دکھا رہا ہے اور یہ جولانی بعض دفعہ اس سے زیادہ سخت ثابت ہوتی ہے جیسی کہ آج کل پاکستان میں دکھائی جارہی ہے کیونکہ وہاں لازماً کھلے کھلے حملے کے نتیجہ میں غیرت جوش میں آتی ہے مومن کی، فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ کا مضمون کھل کر سامنے آجاتا ہے۔اور یہاں یہ مضمون مخفی رہتا ہے یہاں جب شیطان لالچوں کی طرف بلاتا ہے حرص و ہوا کی طرف بلاتا ہے تو آپ کو فوری طور پر یہ محسوس ہی نہیں ہوتا کہ خدا سے باز رکھنے کے لئے آپ کو چیلنج کیا جارہا ہے اس لئے مقابل پہ جو دفاعی قوتیں غیرت اور محبت کے نتیجہ میں بیدار ہوا کرتی ہیں وہ مخفی رہ جاتی ہیں وہ خفتہ رہ جاتی ہیں بہت زیادہ خطرات ہیں اس لحاظ سے۔تو تمام مغربی سوسائٹی میں بھی اس جہاد کی بڑی شدید ضرورت ہے اور پھر ان علاقوں میں افریقہ ہے مثلاً جہاں کی قوموں کو ایک لمبے عرصہ سے روحانیت کی پیاس ہے اور چونکہ ان کو عادت نہیں پڑی ان باتوں کی اس لئے ان کو نئی عادتیں ڈالنا ایک بڑی محنت کا کام ہے۔ روحانیت کی پیاس ہے تبھی وہ مذہبی ہیں۔میں جب کہتا ہوں روحانیت کی پیاس ہے تو میری مراد یہ ہے کہ ایک مشرک بھی اگر شرک میں جوش دکھاتا ہے اور ایک Superstitious آدمی جو توہمات کی دنیا میں خوب دلچسپی لیتا ہے یہ ساری اس کی پیاس کی علامتیں ہیں۔

افریقہ اس لحاظ سے بہت ہی پیاسا ہے کیونکہ بنیادی طور پر افریقن مذہبی ہیں وہ مذہب کے

بغیر نہیں رہ سکتا اسی لئے افریقہ میں عیسائیت بھی بڑی تیزی سے پھیلی ہے اور سب سے زیادہ وہاں اسلام کی طلب اور اسلام کی گنجائش ہے کیونکہ افریقہ کی سادہ فطرت جو ابھی دنیا کی ٹیڑھی سوچوں سے خود نہیں ٹیڑھی ہوسکی، ابھی تک اس میں کجی نہیں آئی، اس کو اسلام سے زیادہ صاف ستھرا مذہب اور کوئی نظر آہی نہیں سکتا۔ جب وہ مقابلہ کرتا ہے افریقن تو اس کی فطرت ابھی تک اتنی سیدھی ہے کہ وہ اسلام کے سیدھے رستے پر جانے کے لئے طبعاً تیار پاتا ہے اپنے آپ کو۔ اس لئے وہاں اس لحاظ سے فائدہ بھی ہے ایک Advantage جس کو کہتے ہیں ایک فوقیت ہے دوسرے علاقوں کے اوپر افریقہ کو کہ وہاں اس پہلو سے احمدیوں کے لئے کام کی گنجائش ہے مگر گنجائش ہے کام کے آغاز کی۔ کام کو آگے بڑھانے کے لئے پھر روکیں پیدا ہونگی۔ وہاں کے حالات، وہاں کے جنگلات، وہاں رابطے کی مشکلات، وہاں کی بدامنیاں ہر جگہ پہنچنے کے لئے ذرائع میسر نہیں ہیں، ذرائع میسر ہیں تو آج کل بدقسمتی سے دنیا کی بڑی طاقتوں کی آپس کی چپقلش نے سارے افریقہ کا امن برباد کر رکھا ہے اور جہاں بظاہر امن نظر آرہا ہے وہاں بھی حالات بہت ابتر ہو چکے ہیں تو ان حالات میں وہاں احمدی مبلغین کے لئے اور قسم کی مشکلات شیطان نے پیدا کر دی ہیں۔ ایک بھی جگہ آپ کو دنیا میں آج نظر نہیں آتی جہاں ذکر الٰہی کی راہ میں شیطان نے روڑے نہ اٹکا رکھے ہوں، ایک بھی جگہ آپ کو ایسی نظر نہیں آئے گی جہاں شیطان مخفی طور پر یا کھل کر حملہ نہ کر رہا ہو عبادتوں پر۔ اس لئے عالمگیر جہاد کی ضرورت ہے جماعت احمدیہ کے لئے کہ وہ عبادتوں کو قائم کرنے، نماز کو قائم کرنے، ہر جہت میں قائم کرنے اس مضمون کو آگے بڑھانے، اس میں وسعت پیدا کرنے، اس میں رفعت پیدا کرنے اور اس میں گہرائی پیدا کرنے کی پوری کوشش کرے۔

یہ چند لفظوں میں جو میں نے مضمون بیان کیا ہے یہ اتنا مشکل ہے، اتنا وسیع ہے، اتنا محنت طلب ہے، اتنا صبر چاہتا ہے کہ محض چند فقروں میں سن کر یہ مضمون آپ پوری طرح سمجھ بھی نہیں سکتے کہ اس میں دقتیں کیا کیا ہوں گی۔ سب سے بڑی مشکل، سب سے بڑی دقت یہ میں محسوس کرتا ہوں ہر جگہ یہ میں نے دیکھی ہے کہ صبر کم ہے اور اسی لئے قرآن کریم بار بار صبر کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ ایک نصیحت کی جاتی ہے اور بظاہر وہ سننے کے بعد طبیعتوں میں ایک بڑا نمایاں ولولہ دکھائی دینے لگتا ہے، بظاہر وہ سننے کے بعد دلی ارادے باندھتے ہوئے نظر آتے ہیں اور دماغ تائید کرتا ہے کہ ہاں یہ ہونا

چاہئے مگر چند دن کے اندر اندر وہ ارادے بھی سو جاتے ہیں، وہ دل کے ولولے بھی بیٹھ جاتے ہیں عام سی کیفیت ہو جاتی ہے، ہاں یہ ہوتا رہتا ہے پھر آواز پڑے گی پھر ایک کوشش کر لیں گے اور وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ؕ کا مضمون پھر جو کہ اس وقت سمجھ آتا ہے کیا معنی رکھتا ہے، کیسا عظیم الشان کلام ہے، کیسی گہری انسانی نفسیات پر نظر رکھنے والا خدا ہے جس کا یہ کلام ہے کہ بظاہر ایک آرام سے حکم دے دیتا ہے چھوٹا سا اور معلوم ہوتا ہے اس میں کیا ہے بچوں کو نماز کے لئے ہی کہنا ہے وہ ہم کہہ دیں گے۔ لیکن فرمایا وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ؕ خبردار! یاد رکھنا یہ آسان کام نہیں ہے۔ مستقل مزاجی کے ساتھ روزانہ کہتے چلے جانا بہت ہی مشکل کام ہے۔ ویسے ہی طبیعت تھک جاتی ہے ایک بات کہتے کہتے اور پھر روزانہ اپنے بچوں پر نظر رکھنا اور ان کو سوتے ہوئے رحم کی نگاہ سے دیکھنا ان معنوں میں کہ ان کے آرام میں مخل ہوں اور یہ ان پر رحم ہو رہا ہو یہ کوئی آسان بات تو نہیں ہے۔ اپنی بیویوں کو ہمیشہ توجہ دلاتے رہنا، بار بار ان پر نظر رکھنا اور پھر روزانہ اس کام میں مشغول رہنا یہ اتنا مشکل کام ہے آپ کر کے دیکھیں گے تو آپ کو پتہ چلے گا کہ کیوں قرآن کریم نے اس کی طرف توجہ دلائی۔

نظام جماعت کے مختلف حصوں سے، مختلف تنظیموں سے میرا بڑا گہرا تعلق رہا ہے۔ بچپن میں اطفال الاحمدیہ میں، پھر خدام الاحمدیہ میں، پھر انصار اللہ میں اور خصوصاً نماز کے معاملہ میں خدا تعالیٰ مجھے توفیق عطا فرماتا رہا ہے کہ ہر جگہ کچھ نہ کچھ کوشش کروں اور میں نے یہ دیکھا ہے کہ ہمارے اچھے سے اچھے کارکن بھی صبر کے لحاظ سے ابھی بہت زیادہ محروم تو نہیں کہنا چاہئے مگر ان میں گنجائش بہت موجود ہے کہ وہ اس حالت کو بہتر کریں۔ صبر ان معنوں میں کہ مستقل مزاجی بھی صبر کا ایک حصہ ہے صبر کا مضمون بہت وسیع ہے۔ تو استقلال کے لحاظ سے بھی بہت کمی واقعہ ہے۔ ہمارے اچھے اچھے کارکن بھی اچھا کام جوش کے ساتھ چند دن کر لیتے ہیں اور اس کے بعد پھر آہستہ آہستہ تھک کر چھوڑ دیتے ہیں اور نماز وہ آخری چیز ہے جس سے آپ کو تھکنا چاہئے۔ مطلب یہ ہے کہ اس میں آپ کو تھکنے کی کوئی گنجائش نہیں۔

تمام قرآن میں سب سے زیادہ زور نماز پر ہے۔ قرآن کریم میں زکوٰۃ سے پہلے صلوٰۃ ہے اور زکوٰۃ کا مضمون بھی پھر آگے بہت وسعت اختیار کر جاتا ہے، اس کی طرف انشاء اللہ آئندہ توجہ دلاؤں گا لیکن ہر ایمان کے بعد سب سے پہلے صلوٰۃ کا ذکر ہے اور تمام دنیا کے مذاہب میں جہاں

کہیں بھی کوئی مذہب آیا ہے۔تمام قرآن کریم کے بیان کے مطابق نماز پر ہر نبی زور دیتا رہا ہے۔نماز حفاظت کرتی ہے۔نماز ایک ساتھ رہنے والا مربی ہے۔جس شکل میں بھی کسی قوم نے کبھی خدا کی عبادت کی تھی ہر نبی نے سب سے زیادہ اس عبادت پر زور دیا تھا اور یہ ہی مقصود وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذاریات:۵۷) میں نے تو جنوں اور انسانوں کو پیدا ہی نہیں کیا سوائے اس کے کہ وہ میری عبادت کریں۔اور عبادت کا معراج نماز ہے یعنی عبادت کی جو رسمی شکل ہے ظاہری نماز ہے اور اس کو پھر قائم کر کے پھر اس کو بھرنا ہے ہم نے کئی طریق سے اس پر غور کرنا ہے کہ کس طرح انمیں زیادہ حسن پیدا کرنا ہے، سمجھانا ہے۔

ابھی تو آپ میں سے یعنی شاید آپ کو کبھی خیال نہ آیا ہو لیکن اکثریت ایسی ہے جن کو یہ نہیں پتہ کہ میرے بچوں کو نماز ترجمہ کے ساتھ آتی بھی ہے کہ نہیں اور نہ پتہ ہے نہ خیال آیا ہے اور بعض لوگ دوسروں کو ڈھونڈتے ہیں۔جن کو خیال آتا ہے وہ کہتے ہیں جی ہمارے پاس کوئی نماز سکھانے کا انتظام نہیں ہے اس لئے ایک مربی بھیجا جائے۔وہ سمجھتے ہیں کہ یہ مربیوں کا کام ہے نماز سکھانا اور پڑھانا حالانکہ قرآن کریم بتاتا ہے کہ یہ والدین کا کام ہے۔گھر سے شروع کرو اور پھر مستقل مزاجی کے ساتھ نماز کو قائم کر کے دکھاؤ وہاں۔یہ عجیب سوال ہوتا ہے میں حیرت سے دیکھتا ہوں اگر تمہیں خود نماز نہیں آتی تو پہلے اپنی فکر کرو، بچوں کی کیا بات شروع کی ہے پہلے خود تو نماز سیکھو اور اگر خود نماز آتی ہے تو مربی کا کیا انتظار کرتے ہو۔جو اولین مقصد ہے انسانی تخلیق کا اس مقصد سے محروم ہو رہے ہو محروم رہ رہے ہو اور انتظار کر رہے ہو کوئی آئے گا تو وہ ہمیں سکھا دے گا۔اتنے مربی نہ جماعت کے پاس ہیں نہ یہ ممکن ہے کہ مربی دوسرے سارے کام چھوڑ دیں۔جتنے ہیں اگر وہ سارے کام دوسرے چھوڑ دیں اور یہی کام شروع کریں تو تب بھی وہ پورے نہیں ہوں گے۔اس لئے قرآن کریم بڑا حکیمانہ کلام ہے۔وہ واقعاتی بات کرتا ہے خیالی اور فرضی بات نہیں کرتا۔یہ ذمہ داری مربی پر نہیں ڈالی بلکہ ہر خاندان کے سربراہ پر ڈال دی ہے کہ تم کوشش کرو، تمہاری ذمہ داری ہے۔حضرت اسماعیل علیہ السلام کے متعلق بھی یہی بتایا کہ بڑی خوبیوں کا مالک تھا، وہ اپنی اولاد کو اپنے اہل وعیال کو مستقل مزاجی کے ساتھ نماز کی طرف توجہ دلاتا رہتا تھا۔

پس جماعت احمدیہ میں سب سے اہم کام اس وقت عبادت کو قائم کرنا ہے نماز کو نہ صرف

قائم کرنا ان معنوں میں کہ ظاہراً کوئی شروع کردے بلکہ اس کے اندر مغز کو اور روح کو بھرنا ہے اور **جب تک بچپن سے نماز کا ترجمہ ساتھ نہ سکھایا جائے اس وقت تک نماز کے معنی انسان نماز پڑھتے وقت اپنے اندر جذب نہیں کرسکتا**۔ ایک غیر زبان ہے ہم سوچتے اپنی زبان میں ہیں اور غیر زبان اگر سیکھ بھی لیں تب بھی عملاً ساتھ ساتھ اس کا ترجمہ کر رہے ہوتے ہیں۔ سوائے اس کے کہ بعد میں بہت مہارت پیدا ہو جائے ورنہ شروع میں ہر انسان جو غیر زبان سیکھتا ہے وہ بولتے ہوئے بھی سنتے ہوئے بھی ساتھ ساتھ تیزی سے اس کا ترجمہ کر رہا ہوتا ہے۔ انسانی کمپیوٹر خدا تعالیٰ نے ایسا بنایا ہے کہ بعض دفعہ محسوس نہیں ہوتا مگر عملاً یہ ہو رہا ہوتا ہے۔ اس زبان میں پہلی دفعہ خود سوچنا یہ بہت مہارت کے بعد آتا ہے۔ اسی لئے نماز پڑھنے والوں کی بھی کئی قسمیں اس پہلو سے بن جاتی ہیں کچھ وہ ہیں اور ایک بہت بڑی تعداد ہے جن کو آتا ہی نہیں نماز کا ترجمہ۔ اب ان کو ترجمہ ہی نہیں آتا تو بیچارے سوچیں گے کیا پھر وہ ہیں جن کو ترجمہ آتا ہے لیکن جب تک پہلے عربی پڑھ کر پھر ساتھ اس کا ظاہراً ترجمہ نہ کریں دماغ میں، دہرائیں نہ پوری بات کو۔ اس وقت تک ان کو سمجھ ہی نہیں آتا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں اور جن کو نماز آتی ہے ان میں سے ایک بہت بڑی تعداد ایسی ہے جو اتنا وقت نہیں دیتی۔ نماز پڑھتے ہیں اور بغیر محسوس کئے کہ جو میں نے نماز پڑھی ہے اس کا ترجمہ میں نے محسوس کیا ہے کہ نہیں، اس میں سے گزر جاتے ہیں اور پھر کچھ اور ہیں جن کو مہارت ہو جاتی ہے ساتھ ساتھ ترجمہ خود بخود جذب ہونے لگ جاتا ہے لیکن ان کی توجہ بکھر جاتی ہے۔ نماز کے بعد بہت حصے خلا کے رہ جاتے ہیں جہاں توجہ اکھڑ گئی تھی۔ تو یہ ساری باتیں جو کسل کی حالت ہے اور بہت سی باتیں ہیں، یہ نماز کی کوالٹی پر، اس کی قسم پر اثر انداز ہوتی رہتی ہے۔ اس لئے اگر سو فیصدی بھی ایک جماعت نمازی ہو جائے اور پانچ وقت کی نمازی ہو جائے بلکہ تہجد بھی پڑھنا شروع کر دے تب بھی ہم یہ نہیں کہہ سکتے ظاہری نظر سے کہ نماز قائم ہو گئی ہے یا نہیں ہوئی کیونکہ اور بہت سے مراحل ہیں لیکن آغاز بہر حال ترجمہ سے ہوگا یعنی اس کے اندر مغز پیدا کرنے کے لئے ترجمہ پہلے سکھائیں گے تو پھر دیگر امور کی طرف متوجہ کرسکیں گے۔

ترجمہ سکھانے کے لئے باہر کی دنیاؤں میں اور بھی بہت سے ذرائع موجود ہیں مثلاً وڈیو کیسٹس عام ہے آڈیو کیسٹس ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ بچوں کو ترجمہ سکھانے کے لئے ماں باپ کا ذاتی تعلق ضروری ہے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ وڈیوز کے اوپر آپ بنا دیں اور ہم اپنے بچوں کو پکڑا دیں

گے اور بے فکر ہو جائیں گے کہ ان کو نماز آنی شروع ہو گئی ہے۔ یہ درست نہیں۔ عبادت کا تعلق محبت سے ہے اور محض رسمی طور پر ترجمہ سکھانے کے نتیجہ میں عبادت آئے گی کسی کو نہیں۔ وہ ماں باپ جن کا دل عبادت میں ہو جن کو نماز سے پیار ہو جب وہ ترجمہ سکھاتے ہیں بچے سے ذاتی تعلق رکھتے ہوئے بچہ اپنے ماں باپ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے دیکھ رہا ہوتا ہے، ان کے دل کی گرمی کو محسوس کر رہا ہوتا ہے، ان کے جذبات سے اس کے اندر بھی ایک ہیجان پیدا ہو رہا ہوتا ہے۔ وہ اگر نماز سکھائیں تو ان کا نماز سکھانے کا انداز اور ہو گا۔

چنانچہ بہت سے قادیان کے زمانے میں مجھے یاد ہے بہت سے نیک لوگ اس طرح ماؤں کی گود میں نیک بنے۔ ان کو ماؤں نے بڑے پیار اور محبت سے نمازیں سکھائی ہیں اور ہمیشہ کے لئے ان کی یادیں ان کے دلوں میں ڈوب گئی ہیں اور جم گئی ہیں وہاں ان کے خون میں بہنے لگی ہیں، ایک فطرت ثانیہ بن چکی ہیں۔ کجا وہ نمازیں جو اس طرح سیکھی گئی ہوں کجا وہ جو ویڈیو پر آرام سے بیٹھے ہوئے دیکھ رہے ہیں اور خیال شاید یہ آ رہا تھا کہ یہ ختم ہو اور ہم اپنی دلچسپی کا فلاں پروگرام دیکھیں، فلاں ڈرامہ شروع کر دیں، فلاں کھیل دیکھنے لگ جائیں، دونوں چیزوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اس لئے محض فرضی باتوں کے اوپر اپنے آپ کو خوش نہ کریں۔ ہر احمدی کو خود نماز کے معاملے میں کام کرنا پڑے گا، محنت کرنی پڑے گی، اپنے نفس کو شامل کرنا پڑے گا، اپنے سارے وجود کو اس میں داخل کرنا پڑے گا، تب وہ نسلیں پیدا ہوں گی جو نمازی نسلیں ہوں گی خدا کی نظر میں۔

پس آئندہ نسلوں کے اعتبار سے دیکھیں تو تب بھی جیسا کہ میں نے آیت کریمہ آپ کے سامنے پڑھ کر سنائی تھی۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ہر جان کو خدا متنبہ کر رہا ہے تم نے کل کے لئے کیا تیاری کی ہے۔ حدیث نبوی کا مضمون اسی آیت سے تعلق رکھتا ہے۔ قیامت کی پوچھ رہے ہو، لیکن اس کے لئے تیاری کیا کی ہے اپنے نفس کو تیار پاتے بھی ہو؟ پس آج بھی یہی ہے سوال جو سب سے اہم سوال ہے کہ تم نے آنے والے کل کے لئے کیا تیاری کی ہے، کن اولادوں کو آگے بھیجو گے اور کیا وہ خدا کی عبادت گزار نسلیں ہوں گی یا عبادت سے غافل نسلیں ہوں گی، نئے آنے والے مہمانوں کے لئے تم نے کیا تیاری کی ہے؟ جوق در جوق احمدیت میں داخل ہوں گے۔ اگر بے نمازی ماحول میں داخل ہوں گے تو وہ بھی بے نمازی بن جائیں

گے۔ اگر ایسے نمازیوں میں داخل ہوں گے جو کھوکھلی نمازیں پڑھنے والے ہیں اور ریاکار ہیں تو وہ بھی کھوکھلی نمازیں پڑھیں گے اور ریاکار بن جائیں گے۔ اس لئے خاشعون جو نمازی ہیں وہ نمازی پیدا کرنے ضروری ہیں اور اگر خاشعون نہیں بنیں گے آپ تو پھر نمازیں آپ پر ہمیشہ بھاری رہیں گی اور وہ بوجھ نہیں اٹھا سکیں گے۔ آج نہیں تو کل وہ بوجھ گر جائے گا۔ آپ نہیں تو آپ کی اگلی نسل اس بوجھ کو پھینک دے گی۔ پس اس لئے ضروری ہے کہ نماز کو گہرا کیا جائے اس میں خشوع پیدا کیا جائے لیکن بہر حال جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے یہ تو ابھی بہت بعد کی منازل ہیں۔ پہلی منزل بھی ہے ایک لحاظ سے کہ جب خشوع کے حالات پیدا ہو جائیں تو پھر نمازیں آسان ہونے لگ جاتی ہیں اور بعد کی منزل اس لحاظ سے ہے کہ اپنے بچوں کی آپ نے جب تربیت کرنی ہے تو ان کو خشوع کے مقام تک پہنچانے کے لئے آپ کو بہت محنت کرنی پڑے گی اور ذاتی تعلق رکھنا پڑے گا، ذاتی قابلیتوں کو استعمال کرنا پڑے گا، ذاتی تعلقات کو استعمال کرنا پڑے گا تب جا کر آئندہ آنے والی نسلیں آپ کی سچی نمازی بن سکیں گی۔

پھر افریقہ میں یا دوسرے ممالک میں جہاں آج بھی بکثرت جوق در جوق لوگ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں وہاں بہت سے مربی بنانے پڑیں گے۔ جن کی پہلے تربیت ہے ان کو آپ استعمال کریں اپنی مدد کے لئے اس کام کے لئے تیار کریں اور افریقہ کے مزاج کی سادگی جو ہے اس کے اندر ایک خاص حسن پایا جاتا ہے بہت سی دوسری قومیں اس حسن سے عاری ہو چکی ہیں۔ آج کل کی مصنوعی زندگی کے نتیجہ میں لیکن افریقہ کی سادگی میں وہ حسن ہے وہ جو بات مانتے ہیں جب تو پھر پوری اطاعت کے ساتھ فرمانبرداری کے ساتھ مانتے ہیں، پوری طرح تعاون بھی کرتے ہیں۔ بہت ہی پیاری سادگی ہے اس قوم میں۔ اس سے مبلغ استفادہ کریں اور ان کو سمجھائیں اور سکھائیں وہ بڑے پُر جوش معلم بنتے ہیں آگے۔ افریقن مزاج میں ایک یہ بھی خوبی ہے کہ پھر وہ اچھی بات کو وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ (العصر:۴) کے ساتھ ادا کرتا ہے، چپ نہیں ہوتا پھر۔ جب اس کو ایک اچھی بات سکھا دیں تو وہ کہتا چلا جاتا ہے اس لئے وہاں خدا تعالیٰ نے آپ کو جہاں بعض کمزوریاں پائی جاتی ہیں وہاں بعض قوتیں بھی تو پائی جاتی ہیں خدا تعالیٰ آپ کو ان قوتوں کی طرف متوجہ فرماتا ہے ان سے فائدہ اٹھاؤ۔ کوئی جگہ بھی ایسی نہیں ہے جہاں کمزوریوں کے مقابل پر خدا تعالیٰ

نے کچھ فوقیتیں، کچھ قوتیں نہ رکھ دی ہوں جو کمزوریوں سے مقابلے کے لئے آپ کوئی طاقتیں عطا کر سکتی ہیں۔ پس میرا آج کا خطبہ صرف اسی موضوع سے تعلق رکھتا ہے اور جب میں نے کہا جماعت کی تنظیمیں تو خصوصیت سے انصار اللہ، خدام الاحمدیہ اور لجنہ یہ تینوں میرے سامنے تھیں۔

جماعت احمدیہ کا اصل بنیادی نظام کا ڈھانچہ تو صدارت یا امارت کا نظام ہے لیکن اس قسم کے کاموں میں جہاں ایک War_footing پر کام کرنے ہوتے ہیں یعنی جیسے ایک عظیم جنگ میں مصروف ہو جائے کوئی قوم، وہاں تنظیموں کے اندر اگر بانٹ دیا جائے اس کام کو تو زیادہ عمدگی کے ساتھ زیادہ تفصیل کے ساتھ نظر رکھتے ہوئے یہ کام آگے بڑھتے ہیں۔ اس لئے یہ تین جو نظام ہیں جماعت کی ذیلی تنظیمیں ان سے میں خصوصیت کے ساتھ مخاطب ہوں کہ یہ اپنے اپنے دائرے میں بہت محنت اور بہت کوشش کریں۔ ماؤں پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے، بہنوں پر بھائیوں پر یعنی خاندان کے اندر والدہ پر اس لئے کہ وہ جوابدہ ہے آخری صورت میں خدا کے سامنے۔ یہ خاندانی یونٹ جو ہے یہ کسی نہ کسی تنظیم سے تعلق رکھتا ہے اس لئے اگر چہ جیسا کہ قرآن کریم نے فرمایا ہے آخری کارخانہ نماز کے قیام کا خاندان ہی ہوگا لیکن اس کارخانے تک پہنچنے کے لئے اسے بیدار کرنے کے لئے، اسے حرکت دینے کے لئے جماعت کی مختلف تنظیمیں قائم ہیں۔ پس لجنہ عورتوں کو تو متوجہ کرے اور آخری نظر اس بات پر رکھے کہ اہل خانہ کے اندر نماز کو قائم کرنے کی ذمہ داری اہل خانہ کی ہے اور عورتوں سے کہیں کہ آپ ہم سے سیکھیں اور پھر اپنے بچوں کو سکھائیں۔ اپنے خاوندوں کو اپنے بیٹوں کو اپنی بیٹیوں کو بار بار پانچ وقت نماز کی طرف متوجہ کرتی رہیں۔ جو گھر میں بیٹھے ہوئے ہیں نماز کے وقت اور مسجد قریب ہے یا عبادت کرنے کی جگہ جو بھی ہو وہ قریب ہو عورتیں اٹھائیں ان کو کہ ٹھیک ہے کھانا تیار ہو گا لیکن تم نماز پڑھنے جاؤ واپس آؤ پھر آرام سے بیٹھیں گے۔ بچوں کو تیار کریں اور جو گھر کی بیٹیاں ہیں ان پر نظر رکھیں۔

والدین میں سے باپ کی اول ذمہ داری ہے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے مگر بیٹیوں کے معاملہ میں باپ کے لئے کچھ مشکلات بھی ہوتی ہیں اس کو یہ نہیں پتہ لگتا کہ کب اس نے پڑھنی ہے کب نہیں پڑھنی اس لئے وہاں جب تک ماں مدد نہ کرے اس وقت تک باپ پوری طرح اپنے فرائض کو ادا نہیں کر سکتا اور بھی بہت سے مسائل ہیں نماز سے تعلق رکھنے والے جو ماں سکھا سکتی ہے۔

اس لئے لجنہ کا جہاں تک تعلق ہے وہ عورتوں کو سنبھالے اور بچیوں کو سنبھالے اور گھر کے اندران کو طریقے بتائے کہ کس طرح تم نے اپنے گھروں میں نماز کو قائم کرنا ہے یہ بالکل الگ بات ہے۔ایک اور بات آپ کے ذہن میں آسکتی ہے وہ یہ کہ لجنہ نماز کی تلقین کرنا شروع کردے کہ نماز پڑھا کرو میں یہ نہیں کہہ رہا میں یہ کہہ رہا ہوں کہ لجنہ گھروں میں نماز کو قائم کرنے کے طریقے سمجھائے اور مستورات کو یہ بتائے کہ تم نے کیا مدد کرنی ہے سوسائٹی کی نماز کے قیام کے سلسلہ میں اور پھر یہ رپورٹیں لے کہ وہ کس حد تک نماز کو اپنے گھروں میں قائم کرنے میں کامیاب ہو چکی ہیں یہ ذمہ داری ڈال رہا ہوں۔

اوراسی طرح خدام نو جوانوں کو یہ تلقین نہ کریں کہ تم نماز میں آؤ بلکہ یہ تلقین کریں کہ تم خود بھی آؤ اور اپنے بھائیوں کو بھی نماز پر قائم کرواور اپنے والدین کو بھی نماز پر قائم کرنے کی کوشش کرو کیونکہ بعض جگہ ایسا بھی ہو رہا ہے کہ بظاہر الٹ ہو جاتا ہے لیکن ہو رہا ہے بعض بچے مجھے خط لکھتے ہیں نو جوان کہ ہمیں بہت تکلیف ہے، ہمارے والد صاحب نماز نہیں پڑھتے اور ہم بہت سمجھاتے ہیں لیکن وہ باز نہیں آرہے نماز کی ان کو عادت ہی نہیں ہے اس لئے آپ ان کو خط لکھیں۔ چنانچہ ایک بچے نے بڑے درد سے مجھے خط لکھا اور میں نے پھر واقعۃً اس کو خط لکھا اور پھر مجھے بڑی خوشی ہوئی یہ سن کر یعنی وہاں کی امارت کی طرف سے اطلاع ملی کہ اس خط نے اثر دکھایا ہے اور اس نے نماز شروع کر دی ہے خدا کے فضل سے۔تو اگر ایسے نوجوان اگر بے قرار ہوں اپنے ماں باپ کو نماز پڑھانے کے لئے تو وہ بھی بڑا کام کر سکتے ہیں اور دعا کے ساتھ مانگیں گے تو اس سے بہت غیر معمولی فائدہ پہنچے گا۔ دعاؤں کی تحریک کریں گے دوسروں کو تو اس طرح بھی خدا کے فضل سے فائدہ پہنچے گا۔

اور انصار کو یہ توجہ دلانی چاہئے اپنے ممبران کو کہ تم اس عمر میں داخل ہو گئے ہو جہاں جواب دہی کے قریب تر جا رہے ہو تم ویسے تو ہر شخص جواب دہی کے قریب تر رہتا ہے ایک لحاظ سے لیکن انصار بحیثیت جماعت کے قریب تر ہیں اپنی جواب دہی کے اور جو وقت پہلے گزر چکا اس کے خلا جو رہ گئے ان کو پر کرنا بھی شروع کریں تو پھر تو اُن کے اوپر دوہرا کام آجاتا ہے۔ وقت کی ذمہ داریاں پوری کریں اور گزشتہ گزرے ہوئے وقت کے خلا بھی پورے کریں۔ان کو اس طرح بیدار کیا جائے بتا کر کہ ان کو فکر پیدا ہو اپنی۔ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ کہو کہ تم پر سب سے زیادہ اطلاق

پاتی ہے یہ آیت ۔تمہیں فکر کرنی چاہئے کل کے لئے تم نے کیا آگے بھیجا ہے اور وہاں **غد** کے معنی روز قیامت بن جائے گا وہاں **غد** کے معنی سوال و جواب اور محشر کا وقت بن جائے گا اس لئے ان کو بیدار کریں ہلائیں جگائیں کہیں تم اگر اپنے گھروں میں نماز قائم کئے بغیر آنکھیں بند کر گئے تو کتنا حسرتناک انجام ہوگا تمہارا۔ بے نماز ی نسلیں جو اپنے مقصد سے عاری ہیں جن کو خدا نے پیدا کسی اور غرض سے کیا تھا کسی اور طرف رخ اختیار کر چکی ہیں، وہ پیچھے چھوڑ کر جا رہے ہو۔ کیا رہا تمہارے ہاتھ میں اور خود خالی ہاتھ جا رہے ہو وہاں کوئی بھی تمہارے پاس پیش کرنے کے لئے کچھ بھی نہیں رہا باقی ۔ کیا جواب دو گے خدا کو کہ جو امانت تو نے میرے سپرد کی تھی میں نے ان کو یہ بنایا ہے یہ پیچھے چھوڑ کر آیا ہوں۔ تو اس رنگ میں بیدار کریں اور پھر یہ عہد کریں اپنا پروگرام ایسا بنائیں کہ ان کو سونے پھر اب نہیں دینا۔

تنظیمیں نسبتاً زیادہ بیدار رہ سکتی ہیں اگر وہ ایک معین پروگرام بنالیں کہ ہر ہفتے یا ہر مہینے میں ایک دفعہ اسی موضوع پر بیٹھا کریں **ایک مجلس عاملہ کا اجلاس مقرر ہو جائے ہمیشہ کے لئے آج سے جس کا موضوع سوائے نماز کے کچھ نہ ہو**۔اس دن لجنہ بھی نماز کے اوپر غور کر رہی ہو۔ خدام بھی نماز پر غور کر رہے ہوں، انصار بھی نماز پر غور کر رہے ہو اور یہ فیصلہ کرلیں ہمیشہ کے لئے کہ اب ہم نے ہر مہینہ کم از کم ایک مرتبہ اس موضوع پر بیٹھنا ہے، غور کرنا ہے اور جہاں حالات ایسے ہیں کہ ہر مہینے نہیں بیٹھ سکتے وہاں دو مہینے مقرر کرلیں، تین مہینے مقرر کرلیں مگر جہاں مقرر کریں پھر اس پہ قائم رہیں، اس پر صبر دکھائیں اور وہ ہر دفعہ جائزہ لیا کریں کہ کتنے ہمارے Gains ہیں یعنی کتنا ہمیں فائدہ پہنچا ہے اس عرصے میں کتنے نمازی بنائے، کتنوں کی نمازوں کی حالت ہم نے درست کی، کتنوں کو نماز میں لطف حاصل کرنے کے ذرائع بتائے اور ان کی مدد کی اور بہت سے پہلو ہیں وہ ان سب پہلوؤں پر غور کیا کریں اور ہر دفعہ اپنا محاسبہ کریں کہ ہم کچھ مزید حاصل کر سکے ہیں یا نہیں کر سکے۔ اگر اس جہت سے اس طریق پر وہ کام شروع کریں گے تو امید ہے کہ انشاء اللہ بہت تیزی کے ساتھ ہم اپنے مقصد کی طرف بڑھ رہے ہوں گے۔ جس کی خاطر ہمیں پیدا کیا گیا ہے اور جب ہم مقصد کی طرف بڑھ جائیں گے اور جب مقصد کو حاصل کر رہے ہوں گے تو پھر فتح ایک ثانوی چیز بن جاتی ہے۔ عددی اکثریت اور نصرت اور ظفر کے خواب جو آپ دیکھ رہے ہیں اس سے بڑھ کر یہ خواب آپ کے حق میں

آپ کی ذاتوں میں پورے ہو چکے ہوں گے۔ پھر یہ خدا کا کام ہوگا کہ آپ کی حفاظت فرمائے، پھر یہ خدا کا کام ہوگا کہ اس دن کو قریب تر لائے جو ظاہری فتح کا بھی دن ہوا کرتا ہے۔ جنگ بدر کے موقع پر یہی تو واسطہ دیا تھا آنحضرت ﷺ نے اپنے رب کو کہ اے خدا! یہ تھوڑی سی جماعت میں نے تیار کی تھی تیری عبادت کرنے والوں کی۔ میری ساری محنتوں کا پھل ہے یہ اور تو کہتا ہے کہ کائنات کا پھل ہے یہ ،اگر آج یہ لوگ مارے گئے تو پھر تیری عبادت کرنے والا دنیا میں کبھی کوئی پیدا نہیں ہوگا۔ اس قسم کے عبادت کرنے والے آپ بن جائیں تو اللہ کے اس پاک رسول ﷺ کی دعائیں آپ کو بھی پہنچ رہی ہوں گی۔ وہ خدا کا رسول ﷺ آج بھی اس لحاظ سے زندہ ہے آج بھی وہ دعا آپ کے حق میں خدا کو یہ واسطہ دے گی کہ اے خدا اگر یہ عبادت گزار بندے تیرے ہلاک ہوگئے یا ناکام مرگئے تو پھر کبھی تیری دنیا میں عبادت نہیں کی جائے گی۔ کیسے ممکن ہے پھر کہ آپ کو وہ فتح اور ظفر کا دن نصیب نہ ہو۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور نے فرمایا:

نماز جمعہ کے بعد نماز عصر بھی جمع ہوگی۔ بعض نئے دوست بھی آئے ہیں اس لئے میں یاددہانی کرا رہا ہوں۔ سردیوں کے جو دن چھوٹے ہو چکے ہیں ان میں نماز جمعہ سے پہلے جو خطبہ دیا جاتا ہے اس کی وجہ سے اتنی تاخیر ہو جاتی ہے کہ عصر کا وقت بیچ میں شامل ہو جاتا ہے اس لئے جب تک یہ دن چھوٹے ہیں اسی طرح یہ طریق جاری رہے گا۔